



سوال

(1089) نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نماز جنازہ سے فارغ ہو چکنے کے لئے دعا مانگنا شرعاً کیسا ہے؟ کیا حدیث **اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلٰی الْمَيِّتِ فَاخْلُصُوْا لَہِ الدُّعَاءِ** (جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لئے خصوصی طور پر دعائیں کرو) اور ابن شیبہ کی حضرت علیؓ سے روایت کہ ”انہوں نے نماز جنازہ پڑھی پھر میت کے لئے دعا کی، سے اس کا جواز نکلتا ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بحث طلب مسئلہ یہ ہے کہ آیا نماز جنازہ سے فارغ ہو چکنے کے فوراً بعد میت کے لئے دعا کی دعا کا جواز ہے یا نہیں؟... نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کی دلیل کے طور پر، سوال میں مذکور دو روایات پیش کی جاتی ہیں لیکن درست بات یہ ہے کہ میت کے لئے دعا نماز جنازہ کے دوران مانگی جائے۔ پہلی حدیث کی تشریح بقول علامہ مناوی رحمہ اللہ یوں ہے:

”میت کیلئے اخلاص کے ساتھ دعا کرو کیونکہ اس نماز سے مقصود صرف میت کیلئے سفارش کرنا ہے جب دعا میں اخلاص اور عاجزی ہوگی تو اسکے قبول ہونے کی امید ہے“ (المعجم: ۱۸۸/۳)

اور مستدرک حاکم میں حضرت ابوامامہ کی روایت میں ہے: **وینخلص الصلاة فی التکبیرات الثلاث** یعنی جنازہ کی تین تکبیروں کے دوران اخلاص سے دعا کرے۔ مستدرک حاکم کی اس حدیث سے اس امر کی وضاحت ہوگئی کہ دعا کا تعلق خاصیتِ حالتِ نماز کے ساتھ ہے نہ کہ بعد از نماز۔

اصول فقہ کا معروف قاعدہ ہے کہ **الاحادیث یفسر بعضها بعضاً** ”احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں“، اس بنا پر اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب تم نماز جنازہ پڑھنا چاہو تو میت کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔ یہ اقامۃ السبب مقام السبب (سبب بول کر سبب مراد لینا) کی قبیل سے ہے، ارادہ سبب اور نماز سبب ہے۔ حدیث کے الفاظ **فَاخْلُصُوا** میں ”فاء“ کے ترتیب و تعقیب بلا مہلت ہونے کا یہی مطلب ہے اگر مقصود یہاں نماز جنازہ سے فراغت کے بعد دعا ہوتی تو پھر فاء کی بجائے لفظ **تُمْ** ہونا چاہئے تھا جو عام حالات میں ترتیب اور تراخی کا فائدہ دیتا ہے۔ احناف کی یہ توجیہ غلط ہے کہ فاء تعقیب کا یہ مطلب ہے کہ نماز کے بعد دعا کی جائے۔

علاوہ ازیں یہ حدیث سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اور امام ابوداؤد نے اس حدیث کو جنازہ کے دوران دعا پڑھنے کے ضمن میں ذکر کیا ہے انہوں نے اس پر عنوان یوں قائم کیا ہے: باب الدعاء للمیت اور اس حدیث پر امام ابن ماجہ کی تبویب بھی ملاحظہ فرمائیں اور بار بار غور سے پڑھیں:



باب ماجاء فی الدعاء فی الصلاة علی الجنائزہ یعنی نماز جنازہ میں دعا کے بارے میں جو کچھ آیا ہے، اس کا بیان... اس سے معلوم ہوا کہ محدثین اور احناف کے فہم میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا اس تحریف پر انہیں ندامت کا اظہار کر کے حق کی طرف رجوع کی فکر کرنی چاہئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے **”مراجعة الحق خیر من التادی فی الباطل“** باطل پر اصرار سے بہتر ہے کہ آدمی حق کی طرف رجوع کرے۔ (اعلام الموقعین)

اس کی مثال یوں سمجھیں جیسے قرآن مجید میں ہے **فَاذْكُرْ اَنْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (النحل: ۹۸)**
”جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔“

ائمہ لغت زجاج وغیرہ نے اس کا معنی یوں بیان کیا ہے: **اذا اردت ان تقر القرآن فاستعذ باللہ ولس معناه استعاذ بعد ان تقر القرآن** ”جب آپ قرآن کی تلاوت کا ارادہ کریں تو اللہ سے پناہ مانگ لیا کریں، اس کا یہ معنی نہیں کہ تلاوت قرآن کے بعد اعمو ذبا پڑھا کرو۔“

اسی کی مثل قائل کا قول ہے: **اذا اكلت فقل بسم اللہ یعنی جب تو کھانے کا ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھ، اس کا قطعاً یہ معنی نہیں کہ کھانے سے فراغت کے بعد بسم اللہ پڑھنی چاہئے...** امام واحدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **”فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ استعاذہ قراءت سے پہلے ہے۔“** (تفسیر فتح القدر: ۱۹۳/۳)

بلاشبہ شرع میں دعا کی بالعموم تاکید ہے۔ غالباً اس بنا پر فقہاء حنفیہ نے جنازہ میں قراءت سے استغنائی پہلو اختیار کر کے اس کا نام دعاء وثناء وغیرہ رکھا ہے۔ مؤطا امام محمد میں ہے: **لا قراءۃ علی الجنائزہ وھو قول ابی حنیفہ اور یہ قول المبسوط للسرھنسی رحمہ اللہ میں بھی ہے (۶۳/۲)...** البتہ محقق ابن الہمام فتح القدر (۳۸۹/۱) میں فرماتے ہیں:

”فاتحہ نہ پڑھے تاہم بہ نیت ثنا پڑھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ قراءت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں“

علامہ ابن الہمام جیسے محقق کی یہ بات انتہائی مضحکہ خیز ہے، اس لئے کہ فاتحہ کی قراءت کا اثبات تو صحیح بخاری میں موجود ہے: **باب قراءۃ فاتحۃ الكتاب علی الجنائزہ۔** تو پھر کیا یہ بات معقول ہے کہ اثناء جنازہ میں اخلاص دعا کی تاکید تو نہ ہو، لیکن سلام پھیرنے کے بعد کہا جائے کہ اب اخلاص سے دعا کرو۔ غالباً اس دھوکے کے پیش نظر حنفی بھائی نماز جنازہ کا تو حصہ ٹکا کرتے ہیں، بعد میں لمبی لمبی دعائیں کی جاتی ہیں جس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔

اصول فقہ کا قاعدہ معروف ہے کہ **”عبادات میں اصل حظر (مانعت) ہے، جواز کے لئے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔“** عمد نبوت میں کتنے جنازے پڑھے گئے، کسی ایک موقع پر بھی ثابت نہیں ہے کہ نبی ﷺ نے نماز جنازہ کے بعد دعا کی ہو۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے:

”مَنْ اَعَدَّ فِيْ اَمْرِنَا بِمَا لَيْسَ فِيْهِ، فَهُوَ رَدٌّ“ (صحیح البخاری، باب اِذَا اَضْطَلَّوْا عَلٰی صُلْحٍ جَوْرًا لِّصُلْحٍ مَّرْدُوْدٍ، رقم: ۲۵۹۷)

”جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔“

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: **علیک بالاثرو طریقۃ السلف وایاک وکل محدثہ فإنا بدتہ** ”ہمارا اور طریقہ سلف کو لازم پکڑو، اپنے آپ کو دین میں اضافہ سے بچاؤ وہ بدعت ہے۔“
ذم التاویل از ابن قدامہ

ابن الماجشون نے کہا کہ میں نے امام مالک سے سنا، وہ فرماتے تھے:

”جو دین میں بدعت لہجادر کر کے، اسے لہجھا سمجھے تو گویا وہ یہاں اور کراہا ہے کہ محمد ﷺ نے رسالت میں خیانت کی ہے، اس لئے کہ اللہ کا فرمان ہے اَنِیَْوْمَ اَکَلْتُمْ لِقْمِیْ وَدِیْنِکُمْ جَوْشَہ



اس وقت دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی”

امام شافعی فرماتے ہیں: ”جس نے بدعت کو لہجھا سمجھا لسنے نئی شریعت بنا لی“ (السنن والابتدعات)

رباحضرت علیؑ کا اثر (فعل صحابی) تو اس کا تعلق نماز جنازہ کے متصل بعد سے نہیں بلکہ اس کا تعلق دفن میت کے بعد سے ہے کیونکہ مصنف نے اس اثر پر جو عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت مذکورہ حملہ آثار اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس دعا کا تعلق تدفین میت کے بعد سے ہے، عنوان کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے: ”... فی الدعاء للمیت بعد ما یدفن ویسوی علیہ قبر پر مٹی برابر کر کے میت کے لئے دعا کرنے کا بیان۔ اور تدفین کے بعد میت کے لئے دعا کرنا ثابت شدہ امر ہے جس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو عبداللہ ذی نجا دین کی قبر پر دیکھا، جب دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہاتھ اٹھا کر دعا کی ”اخرج ابو عوانہ فی صحیحہ، (فتح الباری، ۱۱، ۱۳۳)

تمام خیر سنت نبوی کی پیروی میں ہے، اور بدعت میں شر ہی شر ہے۔ اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق بخشنے۔ آمین!

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 867

محدث فتویٰ